مولانا ابوالمعزؒ

روئیداد : تقریب رونمائی کتب

(۱) ''افغان طالبان نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد''

(۲) ''مولانا سمیع الحق حیات و خدمات''

گزشتہ دنوں عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق کی ایک نئی انگریزی کتاب منصۂ شہود پر آئی جس کا ٹائٹل افغان طالبان نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد ہے۔اس کتاب میں مغربی پروپیگنڈوں کے توڑ کیساتھ ساتھ اسلام کے محاسن دنیا کے .سامنے اجاگر کر کے پیغام دیا گیا ہے اس کتاب کی بنیاد دراصل مولانا سمیع الحق صاحب کے انٹرویوز کا مجموعہ تھا جو دنیا بھر بالخصوص مغربی میڈیا کے معروف زعماء اور مشاہیر صحافیوں کو دے گئے تھے ،جنہیں ۱۲ سال قبل احقر (عرفان الحق حقانی) نے ضبط وترتیب دیکر مولانا عبدالقیوم حقانی کی معاونت سے ''صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام'' کے نام سے قارئین کے سامنے پیش کیا تھا، اسی طرح ایک دوسری کتاب اردو زبان میں معروف ادیب اور خطیب مولانا عبدالقیوم حقانی نے مولانا سمیع الحق کی حیات وخدمات کے نام سے شائع فرمائی جس میں انہوں نے مولانا سمیع الحق کی مستند اور دلچسپ سوانح ترتیب دی جو ایک منفرد داستان ہے، اہل ادب وقلم کی فرمائش پر ان دونوں کتابوں کی تقریب رونمائی قلب پاکستان لاہور شہر کے ایک ہوٹل لاہور پیلس میں ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو منعقد کی گئی ،تقریب میں لاہور کے معروف علماء کرام، تجزیہ نگار، صحافت سے وابستہ نامور اہل قلم حضرات نے شرکت فرمائی جن میں معروف قانون دان ایس ایم ظفر ،معروف صحافی عطاالرحمٰن، پاکستان علماء کونسل کے حافظ طاہر محمود اشرفی ،جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ محمد سعید ،مولانا عبدالرؤف فاروقی ،جماعت الدعوۃ پاکستان کے رہنما مولانا امیر حمزہ ،جید عالم دین مفتی حمید اللہ جان ، مولانا محمد اجمل قادری ،مولانا عرفان الحق حقانی ،مولانا سید یوسف شاہ ،مولانا محمد یونس ،مولانا عاصم مخدوم ،مولانا اسرار مدنی ،مولانا شوکت علی حقانی بھی شامل ہیں۔اس موقع پر انہوں نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ افادۂ عام کیلئے پیش خدمت ہیں تقریب کا افتتاح مولانا اعظم حسین کی تلاوت سے ہوا اور اختتام معروف علمی وروحانی شخصیت مولانا پیر سیف اللہ خالد کی دعا سے کیا گیا (عرفان الحق اظہار حقانی)

جناب ایس ایم ظفر

(معروف قانون دان وسابق سینیٹر)

مغرب میں اسلام فوبیا

سالہا سال بطور سینیٹر میری مولانا سمیع الحق سے رفاقت ہوئی جب ہم بیرون ممالک دوروں پر جاتے تو اسلام کے حوالے سے گفتگو کیلئے مولانا سمیع الحق کی خدمات حاصل کرتے جس میں آپ مغربی اعتراضات اور تنقیدوں کا تشفی بخش جواب دیتے، مغرب میں اسلامی فوبیا اتنی زیادہ ہوگئی کہ میں ان کی ایک احمقانہ کردار کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایک دفعہ بیلجیئم سے پارلیمنٹ کے وفد کے بھیجنے کی دعوت آئی تو ہم مولانا سمیع الحق کے ہمراہ گئے جہاں ایئرپورٹ پر ویزے کے باوجود انہیں روک دیا گیا اور بتایا گیا کہ چونکہ آپ طالبان کے استاد ہیں اس لیے آپ کا داخلہ بیلجیئم میں ممکن نہیں، ہم نے یہ صورت حال دیکھی تو سب نے مل کر کہا کہ اسے داخلے کی اجازت نہیں تو ہم پورا وفد بھی داخل نہیں ہونگے، پھر وہ مجبور ہوئے اور انہیں ملک میں داخلہ دے دیا لیکن پھر ان کا پیغام آیا کہ مولانا سمیع الحق جس وفد میں ہونگے ان سے ملاقات نہیں کی جائیگی۔ ہم نے یہ سن کر صاف انکار کر دیا کہ اگر ملنا ہے تو ان کے ہمراہ ملیں گے ورنہ تو ہمیں کوئی شوق نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ کو بتلاؤں کہ صرف داڑھی والے نہیں بلکہ پتلون، جوگر پہننے والے اور بغیر داڑھی والے بھی مولانا سمیع الحق کا احترام کرتے ہیں۔

کتاب پر تبصرہ

میری مجبوری یہ ہے کہ میں نے مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب وار آف آئیڈیالوجی مکمل ابتدا سے انتہا تک پڑھی ہے اور جو شخص کتاب پڑھ لیں وہ مصنف پر کم اور کتاب کے متعلق زیادہ بولتا ہے۔ کتاب کے بارے میں چند باتیں کرونگا کچھ عرصہ قبل امریکہ کے ایک اسکالر نے ایک کتاب تہذیبوں کا ٹکراؤ لکھا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا جواب بڑے مدلل انداز سے مولانا سمیع الحق نے اس کتاب میں دیا کہ یہ تہذیبوں کا نہیں بلکہ سوچ وفکر اور رائے کی جنگ ہے۔ اس کتاب میں تو آپ کیلئے تو شاید کوئی بڑی بات نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وہ پاکستانی جن کو اسلام کا پورا ادراک نہ ہو ان کیلئے بہت کچھ ہے جس سے اسلامی آئیڈیالوجی اور مغربی آئیڈیالوجی میں واضح فرق سامنے آجاتا ہے یہ نہایت اہم کتاب ہے جس میں ان

برکات کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام میں ایک شخص کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل ہے انسانی جان کی اتنی اہمیت کوئی مذہب آئین اور ملک اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا ہے ایک جگہ انہوں نے کہا کہ جب کوئی ریاست بنتی ہے تو عمرانی معاہدہ کے تحت اس کا آئین بنایا جاتا ہے۔

دنیا کو پہلا آئین اسلام نے دیا

دنیا والے کہتے ہیں کہ مغرب کو پہلا آئین امریکہ نے بنا کر دیا وہ بھول جاتے ہیں ان کو یاد دلانا چاہیے کہ سب سے پہلا آئین میثاق مدینہ کا تھا جس میں تمام شہریوں کو شامل کیا گیا اور سب کو وحدت کی لڑی میں پرویا گیا۔قانون کی بالادستی ہماری عدالتوں میں اس سلسلے میں بڑا شور مچتا ہے اور ہمارے وکلاء بڑی ہدایات مغرب وامریکہ سے لے کر آتے ہیں کہ قانون کی بالادستی یوں ہوگی۔ مجھے جب کبھی موقع ملتا ہے میں انہیں اسلام کی مثالیں بیان کرتا ہوں۔ مولانا نے بھی انکا حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کے درمیان خوشگوار زندگی گزارنے کیلئے اسلام کا ایک نسخہ بیان کیا گیا کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی رعایت ، احترام، حقوق کی پاسداری کریں۔ سب سے پہلے اسلام نے ہی عورتوں کے حقوق پیش کیے عورتوں کو مغرب نے اب جا کر جائیداد میں حق دیا جب اسلام نے چودہ سو سال قبل انہیں اس حق سے نوازا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مولانا سمیع الحق کی تقلید کرنی چاہیے اور اسلام کے ان برکات کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔انہیں میڈیا میں لوگوں تک پہنچائے اور ساتھ ساتھ تحریک کی اہمیت کو بھی سمجھیں۔

مغربی اور اسلامی آئیڈیالوجی میں فرق

میں نے اس مسئلے پر کافی سوچ و بچار کیا کہ اسلام میں انسانی حقوق کا ذکر کیوں نہیں ہے اس لیے کہ اسلام نے فکر کرنے کی دعوت دی ہے تب جا کر مجھ پر یہ گرہ کھلی کہ اسلام میں ہر شخص پر فرائض لاگو ہیں جب وہ اسے پورا کریگا تو کسی کا حق ضائع نہیں ہوگا۔ اگر حکومت ،ریاست اور افراد اپنے فرائض ادا کرے تو کسی قسم کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوگی ۔ مغرب اور اسلام کی آئیڈیالوجی میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔جیسے جہاد ہی کو لے لیجئے ہمارا نظریہ یہ ہے کہ جب تک کوئی جارحیت نہ کریں ہم اس سے جنگ نہیں کرتے جبکہ مغرب کی سوچ جب سے وہ سپر پاور بنی ہے یہ ہے کہ خطرے کو جان بڑھ کر پہلے حملہ کردو ، اگر کسی ملک نے جارحیت نہ بھی کی ہو اور خطرہ محسوس ہو تو چڑھ دوڑو جسطرح امریکہ نے عراق میں ایک جھوٹے فتوے کا سہارا لے کر حملہ کیا اور ملک وقوم کو تباہ و برباد کر دیا پھر افغانستان میں تورہ بورہ کے

پہاڑوں سے خطرہ پیدا ہوا تو حملہ کیا۔

اصل دہشتگرد کون ہیں؟

اب بتایئے! کون ہے جو دہشت گرد ہے؟ ہم ہیں یا وہ؟ جو خطروں اندیشوں، اندازوں اور تخمینوں کی بنیاد پر جارحیت کرے اسلام تو کہتا ہے کہ جب تک کوئی تمہارے اوپر حملہ آور نہ ہو تو تم بھی جنگ نہ کرو، اس کا نتیجہ تو یہی ہے کہ وہ ہی دہشت گرد ہے، آگے جس بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی انتہائی اہم اور قابل غور ہے کہ مولانا سمیع الحق کے مدرسے سے جو فارغ التحصیل اور پڑھے ہوئے طالب علم ہیں وہ القاعدہ کے ممبر نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہا جس کی مزید تفتیش اور تحقیق کی ضرورت ہے کہ القاعدہ نامی تنظیم کی کوئی حقیقت نہیں، اس پر لکھنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ کیا ہم کسی سراب کے پیچھے تو خود کو پریشان نہیں کررہے ہیں؟ یہاں اس مجلس میں اک بات ہوئی جو قابل صد تحسین ہے اور کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے کہ مسلمانوں کو مارنے والا مسلمان نہیں۔

مغرب کو ان کی زبان میں سمجھانے کی ضرورت

میں امید رکھتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق کی طرح لکھنے لکھانے کا فرض اور ہمارے میڈیا کو سمجھانے کی ذمہ داری آپ سب اہل علم وقلم ادا کریں گے۔ آپ لوگوں کو انہیں انہی کی زبان میں سمجھانا ہوگا، آپ کے خطبات بڑے روح پرور اور جذباتی ہوتے ہیں، جسے سن کر طبیعت بڑی خوش ہوجاتی ہے، گویا آپ مسلمان کو مسلمان بنارہے ہوتے ہیں، آپ اپنے آپ کو درست کررہے ہوتے ہیں۔

ایک نئی جنگ کا آغاز اور علماء کی ذمہ داریاں

اس وقت پورے عالم کو درست کرنے کی ضرورت ہے، باہر نکلیں یہ جہادِ اصغر ہے، پھر ایک اور فرض بھی بنتا ہے جس کا ذکر یہاں ہوا کہ اک نئی جنگ ہمارے اوپر مسلط کی جارہی ہے یہ جنگ کن کے درمیان ہورہی ہے؟ مسلمان کو مسلمان سے لڑایا جارہا ہے، یہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑائے جانے کی جنگ ابھی شروع نہیں ہوئی بلکہ بہت عرصہ سے شروع ہے، جس کا نتیجہ اور خمیازہ آج ہم بھگت رہے ہیں، اسے درست کرنا آپ علماء کرام کا فرض ہے۔

علماء کرام اصلاح امت کی فکر کریں

اگر قانون درست نہ ہو تو ہم وکلاء اور جج صاحبان کا قصور ہے اور اگر مسلمانوں میں اتفاق نہیں ہے

تو آپ کے کسی فرض کی کمی ہوگی جسے آپ علماء کرام ہی نے پورا کرنا ہے۔علماء یکجا ہوکر متحد ہوں گے ،ہر مسلک اور ہر فرقے سے تعلق رکھنے والے ایک نظر آئیں گے‘ ایک دوسرے کا احترام ہوگا تو تب جاکر ہم کفر کے مقابل کامیاب ہوں گے، میں آخر میں مولانا سمیع الحق کے دعا گو ہوں کہ وہ اسی طرح اپنے مشن کو جاری وساری رکھیں جیسا کہ ان کو قیادت دی گئی ہے وہ اپنے پیروکاروں کو اس فرض پر توجہ دلانے پر آمادہ کریں کہ وہ مغربی میڈیا کا بھرپور تعاقب اور مقابلہ کریں۔

جناب عطاء الرحمٰن

(روزنامہ ''نئی بات'' کے مدیر اور نیو چینل کے نگران)

علماء کرام سے میری محبت

میری خوش قسمتی ہے کہ آج مجھے ایسے مقام میں حاضری کا موقع ملا جہاں جید علماء کی کہکشاں روشن ہے اور مجھ جیسے کمزور طالبعلم دنیا دار انسان کو اعزاز ملا میرے اعمال نامہ میں میرے لئے یہ بات بھی کافی ہے کہ میرا محبت اس وقت کے جید علماء کے ساتھ ہے، آج کی اس محفل میں جہاد اور علم یکجا ہوگئے ہیں وہی جہاد کامیاب ہوگا جو علم کے شعور اور طاقت کے ساتھ ہو آج جہاد کشمیر کی ایک بڑی علامت حافظ محمد سعید ہیں۔

مولانا سمیع الحق کے دنیائے سیاست پر گہرے اثرات

اس سے پہلے برپا ہونے والے جہاد، جہادِ افغانستان جس نے پوری دنیا کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور اب تک جتنی جہادی قوتیں ہیں وہ جہادِ افغانستان کی کوک سے نکلتی ہیں اور اس کے سب سے روشن معروف علامت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں اور ان کی کتاب میں جہاد افغانستان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ جہاد کی ان سب بڑی علامتوں کے درمیان بیٹھنے کا موقع ملا۔

اشتراکی آئیڈیالوجی کے خاتمے میں مولانا سمیع الحق کا کردار

جہاں تک جہادِ افغانستان کا تعلق ہے تو اتنا کارنامہ تو پہلے سرانجام دیا ہے کہ اس کے نتیجے میں ایک ایسی سپر پاور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جس نے دنیا کے اندر ایک لرزہ پیدا کر دیا تھا۔جن کی اشتراکی آئیڈیالوجی نے بڑے بڑے سرمایہ دار متاثر کیے یہ جہادِ افغانستان کی برکت ہے اور کارنامہ ہے کہ اس طاقت کو پارہ پارہ کیا اور خاک میں ملا کر رکھ دیا۔جس کو امریکہ بھی شکست نہیں دے سکتا تھا۔اس جہاد میں

حصہ لینے والے اکثر دارالعلوم حقانیہ سے تعلیم یافتہ تھے۔اور یہ مولانا کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ صرف اس پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق اور کاشغر کی آزادی

دسمبر۱۹۹۱ء میں جس دن سویت یونین کے ٹوٹنے کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا تو اس ناچیز صحافی کو بھی ماسکو کے ایئرپورٹ پر اترنے اور گیارہ دن گزارنے اور اتنی بڑی سپر پاور کو پارہ پارہ ہونے اور جہاد افغانستان کے کارنامے دیکھنے کا موقع ملا، پھر کاشغر آیا وہاں کے مفتی اعظم مولانا یوسف جو ابھی وفات پا گئے ہیں کے دفتر میں گیا جب اس کے دفتر میں گیا تو بڑی گرمجوشی سے ملا کیونکہ جہادِ افغانستان کے حمایتی ملک سے آیا تھا جس کے نتیجے میں کاشغر آزاد ہوگیا تھا۔یہ وہ کارنامہ ہے جس میں مولانا پیش پیش رہے۔ یہ انگریزی کی کتاب لکھ کر مسلمانوں کے نہیں بلکہ دنیا بھر کے دانشوروں کو بتایا کہ یہ جہاد انسانیت کے خلاف نہ تھی بلکہ قوم کی آزادی اور تحفظ انسانیت کیلئے تھی۔طالبان نے افغانستان پر آنے کے بعد دو بڑے کارنامے کیے پہلا وہاں جو بڑا اسلحہ تھا اسکو تلف کیا دوسرا انہوں نے کرائم کا بالکل خاتمہ کیا۔یہ وہ کارنامہ ہے جس کو مغرب تسلیم نہیں کرتا۔

انگریزی کتاب مولانا مدظلہ کا ایک اہم علمی کارنامہ

طالبان ایک مسلم قوت ہے ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ طالبان اور افغان حکومت سے مذاکرات ہورہے ہیں جب تک طالبان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا افغانستان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا ،حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے یہ کتاب پوری شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے،حضرت مولانا سمیع الحق صاحب طالبان کے خلاف آپریشن کی بجائے مذاکرات کے حق میں تھے اگر مولانا کی یہ بات مان لی جاتی تو ۱۶ دسمبر کو پشاور کا واقعہ رونما نہ ہوتا آج بھی مولانا نے اپنا نقطہ نظر اس کتاب میں آپ کے سامنے رکھا یہ کتاب طالبانِ افغانستان کے بارے میں ہے تحریک طالبان تو لال مسجد آپریشن کے بعد وجود میں آئی ، یہ کتاب حضرت مولانا کا بڑا کارنامہ ہے،اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب

(امیر جماعۃ الدعوہ پاکستان)

مولانا سمیع الحق مدظلہ سے دیرینہ تعلق

محترم علمائے کرام ،سامعین محترم! مولانا سے میرا گہرا تعلق ہے،یہ ایک لمبا سفر ہے جو الحمدللہ ہم

نے ملک میں طے کیا میدانواں میں طے کیا اور بہت مشکل وقتوں میں مولانا کی قیادت میں کام کرنے کا موقع ملا مجھے یاد ہے وہ وقت جب 9/11 کا بہانہ بنا کر امریکہ اور نیٹو کے سارے ملک اپنی فوج اور ٹیکنالوجی لیکر آرہے تھے اور امریکہ زخمی شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا کوئی اس وقت اس کے سامنے بول نہیں رہا تھا آج کی وہ بڑی بڑی سیاسی پارٹیاں اس وقت بھی موجود تھیں بس ایک آواز اٹھی اکوڑہ خٹک سے مولانا سمیع الحق صاحب نے اس وقت لوگوں کو جمع کیا، سیاسی لوگ نہیں آئے تھے مولانا شاہ احمد نورانی آئے تھے قاضی حسین احمد آئے تھے اسی طرح کچھ دینی جماعتوں کے بزرگ تھے میں بھی ان میں شامل تھا، مولانا نے جس درد سے اپیل کی تھی کہ آج وقت ہے کہ ہم ان بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہوں۔

طالبان کی غلطی کیا تھی؟

کچھ دیر پہلے طالبان کی حکومت کو پاکستان نے قبول کیا تھا سعودی عرب نے قبول کیا تھا اور مولانا فرما رہے تھے کہ طالبان نے آخر غلطی کیا کی ہے کہ ان کے خلاف سازشوں کا طوفان اٹھایا گیا ہے آج وقت ہے کہ ہم ان بھائیوں کا دفاع کریں پھر مجلس میں طے ہوا کہ مسئلہ افغانستان کا ہے پاکستان کا ہے اللہ کی دشمنوں کی نظریں ان ملکوں پر ہے اور اپنی گہری سازشیں اور اے جنڈے لے کر یہاں آرہے ہیں، اور میڈیا کے اندر ایسی جھوٹی اور من گھڑت داستانیں پیش کی جاتی ہیں اور اتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں کہ آج دفاع کے لئے کوئی تیار نہیں۔

حقانیہ میں دفاع افغانستان کونسل کا قیام

بہر حال دارالعلوم میں دفاع افغانستان نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا اور الحمد للہ ہمارے بزرگوں نے پاکستان بھر کے اندر چکر لگا کر یہ بات کہی کہ امریکہ ہمارا دوست نہ تھا نہ ہے اور نہ کبھی ہوگا اور یہ صلیبی جنگ شروع ہوتی ہے، یہ دہشتگردی کے نام پر دنیا کا سب سے بڑا فراڈ اور جھوٹ ہے یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے، سارے صلیبی اکھٹے ہیں ملک کے اندر مولانا سمیع الحق صاحب کی اور دیگر دینی جماعتوں کی یہی ایک آواز تھی۔

امریکہ کی جنگ دہشت گردی کی نہیں بلکہ اسلام دشمنی

میرے عزیز بھائیو! بعد کے حالات نے الحمد للہ یہ بات ثابت کی کہ یہ جنگ دہشتگردی کی خلاف نہیں تھی دہشتگرد خود امریکہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے، اللہ تعالیٰ نے جہاں روس کو شکست سے دوچار کیا ان پہاڑوں اور وادیوں میں امریکہ کو بھی شکست کھانا پڑا ظالم ظالم ہوتا ہے اور طاقت میں اس وقت تک ہوتا ہے جب تک مظلوم اس کے مقابلے میں نہ ہو جب مظلوم ظالم کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، تو طاقت مظلوم

کے ساتھ ہو جاتی ہے، امریکہ جیسی قوت کو بھی یہ جنگ ہار کر واپس ہونا پڑا

امریکہ کا دوہرا معیار

امریکہ نے پینترے بدلے اور بدل کر اپنی شکست کا انتقام لینے کیلئے جنگ شروع کی جو ابھی تک جاری ہے امریکہ کام خود نہیں کر سکتا تھا تو انڈیا کو افغانستان میں بٹھا کر بڑا اعزاز دیا، دونوں کے درمیان سٹریٹیجک پارٹنرشپ قائم ہوئی، مولانا کی کتاب میں یہ ساری باتیں موجود ہیں۔

امریکہ نے اس جنگ میں پاکستان کو پھنسا دیا

امریکہ نے پینترے بدلتے ہوئے پاکستان کے اندر بغیر کسی پرواہ کے وار شروع کیا جب کہ افغانستان جنگ لڑنی تھی تو Base (فوجی اڈہ) پاکستان میں بنایا، سڑکیں پاکستان سے لیں، فضائیں پاکستان سے لیں اور سمندر بھی پاکستان کے استعمال ہوئے، Base پاکستان کو بنایا اور میدان جنگ افغانستان کو اور جب پاکستان کے خلاف جنگ لڑنی تھی تو پینترا بدل کر بیس افغانستان کو بنایا اور میدان جنگ پاکستان کو اور انڈیا افغانستان کے اندر لا کر بٹھایا، انڈیا کے خلاف تو ہم سب بات کرتے ہیں آرمی چیف وزیر اعظم سب ہر تخریب کاری کے پیچھے انڈیا کو ملوث قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ثبوت ہے یہ باتیں بہت اچھی ہیں ہم تو اللہ کے فضل سے مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ پچھلے ساٹھ سالوں سے یہ بات کہہ رہے ہیں لیکن امریکہ کا نام نہیں لیا جاتا امریکہ کا نام لیکر کیوں گھبرا جاتے ہیں جب تک امریکہ کی دہشتگردی ختم نہ ہو، اس وقت تک مسئلہ ختم نہیں ہوگا۔

مولانا سمیع الحق کی امن کی پیش رفت میں قائدانہ کردار

میرے عزیز بھائیو! مولانا صاحب نے مذاکرات کی میز پر بیٹھا کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ان پر بڑے سوالات کھڑے ہوگئے، ان کے جوابات مولانا صاحب نے اپنی کتاب میں دی ہیں اصل میں یہ مسائل اس نوعیت کے ہیں کہ عام آدمی اس سے باخبر نہیں میڈیا واحد ایک راستہ ہے عوام کے پاس معلومات کا ذہن سازی کا اور تربیت کا لیکن اس کو ایک خاص انداز میں استعمال کیا جاتا ہے خصوصاً اس سیکٹر نے اسلام کو، مدارس کو نبیوں کے وارثوں کو دہشتگردی کے نام پر بدنام کیا ہے، اسکا جواب دینے کیلئے ہمارے پاس یہ کتاب ہے، جن میں مولانا صاحب نے تمام سوالات کا جواب دیا ہے۔

مولانا سمیع الحق دلِ دردِ مند رکھنے والی شخصیت

اللہ تعالیٰ نے امت میں آپ کو یہ وجاہت دی ہے آپ ہمیشہ سب کو جمع کرتے ہیں میدان میں نکلتے ہیں، آپ نے تو چمن تک کا سفرٹرک میں کیا اسی طرح لاہور سے واہگہ تک کا سفرٹرک میں کھڑے ہوکر کیا ہر موقع پر آپ نے ایک درد دل لیکر قوم کی ہر آواز پر لبیک کہا ضرورت کے وقت نکلے اور راہنمائی کی آج اس سے ذیادہ بڑی راہنمائی کی ضرورت ہے، آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مولانا کی کوششوں کو قبول کرے اور اسلام دشمنوں کو ناکام کریں۔

جناب عظمت عباس صاحب

(مرتب کتاب ''افغان طالبان وار آف آئیڈیالوجی سٹرگل فار پیس'')

کتاب کے خدوخال اور تعارف

افغان جہاد کی تاریخ پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے جس میں جگہ جگہ حقانیہ کا ذکر اسکے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور موجودہ سربراہ مولانا سمیع الحق کا ذکر آتا ہے۔ یہ کتاب افغان طالبان اور جہاد کی تاریخ کا ایک حصہ ہے، ہمارے بہت سارے صحافی یہاں آکر اپنے ذہن میں سوالات لے کر آتے ہیں دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق کے سامنے ان کا ویژن اور تاثر کچھ ہوتا ہے لیکن واپس جاکر جب وہ اپنے کمپیوٹر پر بیٹھتے ہیں تو اپنے افکار کو کسی اور نہج پر لکھ بیٹھتے ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے اس کتاب میں لکھی ہوئی ڈاکومنٹری، اینکرز اور صحافیوں کے سامنے آجائے اور انہیں اس مشکل سے نکال باہر کرے کہ ادھر وہ جو کچھ سوچتے ہیں وہ واپس جاکر نہیں لکھ پاتے ہیں۔ اس کتاب میں مولانا سمیع الحق کے ذاتی شجرہ نسب سے لے کر طالبان امن مذاکرات تک سب کچھ یکجا مل جاتا ہے۔ جس میں ہم نے کوئی چیز نہیں چھپائی اسے ہم نے مختلف چیپٹرز (ابواب) پر تقسیم کیا ہے یہ عام فہم اور سادہ زبان پر مبنی ہے۔

مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز اور خیالات کے ترجمہ میں احتیاط

مولانا سمیع الحق بھی اس سلسلے میں ہمیشہ سے فکر مند رہے کہ ترجمہ کے دوران تاریخ کو توڑ مروڑ کر اور مسخ کر کے پیش نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ میں نے انکے انٹرویوز کے کتاب کا ترجمہ ڈیڑھ سو صفحات پر کیا تو انہوں نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہو، پھر ہم نے اس میں اضافے کیے، بہرصورت یہ کتاب افغان جہاد کی تاریخ کو سمیٹی ہوئی ہے اس سے زیادہ تفصیل اس لئے نہیں کرنا چاہوں گا کہ پھر آپ کو کتاب کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مولانا حقانی کے بار بار اصرار پر سوانح کی تدوین

میرے لیے انتہائی مشکل ہے کہ اپنی لکھی ہوئی چیز کے متعلق اظہار خیال کروں اور خدا گواہ ہے کہ یہ سب آپ کی محبت کی باتیں ہیں اور حسن ظن ہے ۔ آپ تمام حضرات نے اظہار کیا لیکن میں دل میں شرمندہ ہوتا رہا واللہ العظیم دل ہی دل میں اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا کہ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے مولانا عبدالقیوم حقانی دو تین سال سے مجبور کر رہے تھے کہ میں کتاب لکھنا چاہتا ہوں لیکن میں منع کر دیتا تھا میں نے کہا کہ ہمارے ہاں مرنے کے بعد یہ رواج تو ہے تو اس نے کہا کہ وہ حالات اس میں لکھنے ہیں جو قوم پر جہاد سے بحرانوں سے بڑے اہم مراحل سے گزرے ہیں تمہارے سوانح ہم نہیں لکھنا چاہتے وہ چیزیں ہم سب ریکارڈ میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ قرار دادیں، وہ کانفرنسیں وہ اعلامیے جن کا تعلق امت مسلمہ کے مسائل سے تھا اور صلیبی اور صہیونی دہشت گردی کے یلغار سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ کم از کم وہ چیزیں نوجوانوں کے سامنے لائیں تو انہوں کتاب لکھی ۔ پھر یہ یہاں بینر لگا رہے تھے میں نے رات بار بار کہا کہ میری کتاب کا بینر لگا دو لیکن سوانح خدمات وغیرہ کا بینر مت لگانا میرے لیے بہت شرم کی بات ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اپنی خدمات گن رہا ہے، حقیقت یہی ہے میں یہاں زیادہ تقریر نہیں کروں گا۔

حقائق کو مسخ کرنے میں مغربی میڈیا کا کردار

بہرحال ایک یلغار شروع ہوئی مغربی میڈیا بم بھی برسانا چاہتا ہے اور میڈیا کے ذریعے بھی اسلام کے چہرے کو بھی مسخ کرنا چاہتے ہیں وہ چاہتا تھا کہ میں اسلامی دنیا کو یرغمال بنا لوں ، غلام بناؤں، لوگوں کا قتل عام کروں تا کہ اسلامی دنیا سے کوئی آواز ہی نہ اُٹھے ۔

آج قاضی صاحب کی مسجد شہداء میں اچانک میرے منہ سے نکلا : يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف: ۸)

اَفْوَاهِهِمْ کی جنگ بڑی سخت تھی انہوں نے زبانیں کھول دیں، حقائق کو مسخ کرنے کیلئے میڈیا کو استعمال کیا یہ سارا میڈیا الیکٹرانک ہے یا پرنٹ میڈیا بِاَفْوَاهِهِمْ کے زمرہ میں آتا ہے یہ جنگ بڑی تیزی سے انہوں نے بد نام کرنے کیلئے شروع کی کہ یہ آواز بھی نہ اُٹھائیں استعمار سامراج کے ہم تین چار سو سال شکار رہے ہیں، ہم نے ایک انچ بھی کسی مغربی اور انگریز ملک پر تجاوز نہیں کیا اب مسلمانوں کو یہ لوٹ رہے ہیں، غلام بنا رہے ہے

ہیں اوران کے خلاف طوفان بھی اٹھادیتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں تو مغربی میڈیا ٹوٹ پڑا۔

دارالعلوم حقانیہ،مغربی میڈیا کا ہدف

اتفاق سے دارالعلوم حقانیہ اور میں اس کا زیادہ ہدف بنا تو میں نے اس کو وقت کی ضرورت سمجھا کہ جتنا ہو سکے ان مسائل کو سمجھایا جائے ،میں نے اپنے علماء کو بھی دعوت دی کہ یہ القاعدہ ، یہ اسامہ بن لادن، یہ ملاعمر اور یہ جہاد، یہ فلسطین ، یہ کشمیر، یہ افغانستان اور انسانی حقوق یہ جو مسائل اُٹھار ہے ہیں یہ اس زمانے کا علم کلام ہے ایک علم کلام تو اس وقت کا تھا معتزلہ خوارج کرامیہ باطنیہ کو قائل کرنے کیلئے اُس علم کلام پر اُس زمانے کے علماء حق نے بے تحاشہ کام کیا ہے اور اُس زمانے کے فرق باطلہ کو مدلل انداز میں مسکت جوابات دیئے۔اب عصر حاضر میں ایک نئے علم الکلام وجود میں آنا چاہیے،سب علماء کرام کو اس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

دارالعلوم حقانیہ مغربی صحافیوں کا محور

اتفاق سے وہ تمام صحافی دارالعلوم تشریف لانے لگے، دارالعلوم میں تقریباً۱۹۹۱ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا طالبان میدان میں آئے ہیں۔اس وقت سے یہ سیلاب امڈ پڑا تو میں کوشش کرتا تھا کہ یہ ایک جہاد ہے ان کو سمجھایا جائے حقائق کو پچاس پچاس ،سو سو میڈیا کے نمائندے جمع ہو جاتے تھے انتہائی شدت کے دور میں اور ٹاپ کے صحافی ہنری اور فلاں اور فلاں اور BBC ایک لائن لگی رہتی تھی۔ میں بخاری شریف پڑھنے کے بعد ان کے پاس آتا تھا طالب علم ناراض بھی ہوتے تھے کہ یہ کافر مرداروں کو کیوں یہاں آنے دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے ان کے ساتھ بات کرنے دو۔ہماری کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہنی چاہیے۔

ان میں کرسٹینا لیمب، جیفری گولڈ برگ جیسے اور اس کے علاوہ نہایت ہی حاسد اور متعصب میڈیا کے لوگ آکر لڑنے لگے، پھر میں ان سے کئی کئی گھنٹے بات کرتا تھا اس بات چیت کے بعد انٹرویو کی شکل میں ضبط کرتے رہے ابھی تک وہ سلسلہ جاری ہے۔

اردو کتاب کے انگریزی ترجمہ کا پرزور مطالبہ

وہ اردو حصہ میں شائع ہو گیا تھا، حضرت حافظ محمد سعید صاحب اور تمام اکابرین اس کتاب کی تقریب رونمائی میں موجود تھے اس وقت جناب مجید نظامی مرحوم اور ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال ،جنرل اسلم بیگ، جنرل حمید گل سب نے اسکی ضرورت محسوس کی کہ یہ باتیں ساری انگریزی میں ہونی چاہیے تو پھر انگریزی کی کوششیں ہم نے کی لیکن عمدہ اور معیاری چیز نہیں بن رہی تھی، ہم نے کہا کہ پھر یونیورسٹیوں کو انگریزوں کو ان کے پارلیمنٹوں کو اور ممبروں کو بھیجنا ہے تو اس اسٹینڈرڈ کی چیز ہونی چاہیے تو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا

کہ پچھلے ہفتے میں یہ کتاب اب شائع ہوگئی آپ حضرات نے حوصلہ افزائی کی میرا حوصلہ بلند کیا آپ حضرات خود مجاہدین ہیں، جہاد کے مرد میدان ہے اور پھر ہمارے صحافی حضرات نے بھی ہر جگہ سے مجھے اطلاع دی کہ بہت ضرورت کی چیز ہے اور پھر یہ ضرورت اب بھی باقی ہے یہ مسائل ابھی نہیں ختم ہوئے یہ مسائل اب اور زور وشور اور شدت سے اُبھریں گے۔ کیوں کہ جنگ جاری ہے یہ جنگ نئے نئے موڑ میں داخل ہو چکی ہے اور اگر طالبان نے یہ قربانی نہ دی ہوتی تو ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی ناک کٹ چکی ہوتی کہ امریکہ اور روس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرا یہاں تک کہ حکمران آپ کے ان کے سامنے لیٹ گئے آپکے افواج سارے ان طاقتوں کے دباؤ میں آگئے، اوران کیلئے استعمال ہونے لگے آپکی سیاسی جماعتیں ٹس سے مس نہیں ہوئیں ان میں ایک دوڑ لگی ہے کہ امریکہ آقا کو کون زیادہ خوش کرے، آپ کے نئے جدید طبقہ تعلیم یافتہ لبرل لوگ وہ تو امریکہ کو اس جہاں کا نجات دہندہ سمجھتا ہے۔

وزیراعظم کی طالبان دشمنی اور صدر افغان سے ملاقات

مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہمارے وزیراعظم صاحب کو کیا ہوا؟ ابھی وہاں گئے، افغانستان اور اشرف غنی کیساتھ جو ملاقاتیں ہوئی۔ تو وہاں جوش میں آکر میاں صاحب نے کہا کہ اب ہم افغان طالبان کے خلاف بھی مشترکہ آپریشن کریں گے۔ یہ بیان آیا ہے یعنی ان کی قربانیوں کی قدر نہیں کریں گے بلکہ ان کو بموں سے اُڑائیں گے جبکہ وہ اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں مسئلہ کفر اسلام سے زیادہ ملک کو آزاد کرانے کا ہے۔ جب امریکہ کسی کو حق نہیں دیتا کہ کوئی اس پر قبضہ جمالے جب چین حق نہیں دیتا اور آزادی لڑنے والے کو ابراہام لنکن اور کیا کیا بنا رہے ہیں۔ ہیرو بنا رہے ہیں دنیا بھر کے اقوام کو حق دیتا ہے کہ آزادی کا تحفظ کریں لیکن مسلمانوں کی جنگ کی آزادی وہ برداشت نہیں کرتا ہے۔ ایسے حالات میں میاں صاحب نے بڑی دردناک بات کی ہے کہ جن لوگوں نے ہماری امت کو، تقدس کو، عظمت کو، تشخص کو بچا کے رکھا ان کو یہ صلہ ہم دے رہے ہیں۔

جدید نظریات اور تصورات کی جنگ میں علماء کی ذمہ داری

یہ حالات ہیں ہمارے خلاف دشمن کے تصورات نظریات کی تو بہرحال میں نے تو تھوڑی سی کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دعاؤں سے اپنے میری حوصلہ افزائی کی اور بہت زیادہ شکر گزار ہوں، میں اسکا اہل نہیں تھا آپ تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا اجر عطاء فرمائے اور اللہ حامی و ناصر ہو۔ حضرت حافظ محمد سعید صاحب، جناب عطاء الرحمان صاحب، جناب ایس ایم ظفر صاحب، مولانا اجمل قادری صاحب جو ہمارے مخدوم ہیں جو تمام بزرگ یہاں آئے اللہ ان کو اجر عطا فرمائے۔